کتب طبقات اور تدوینِ سیرت- تجزیاتی مطالعہ

عبداللہ*

ڈاکٹر محمد مشتاق طیب*

Biography of the Holy Prophet (Peace Be Upon Him) is a very profound and insightful field of study in Islam. Generally, Quran, Hadith and History are considered as the main sources of this knowledge. In history, Tabqat deals with the personalities having the same period with similar qualities like age, profession, consultation with scholars of Hadith and teachers. This research article is an effort to express a scholarly overview about the concept of the Books of Tabqat which contains the Biographical portion of Holy Prophets life. For this purpose six leading books are reviewed here to indicate the criteria regarding authenticity of material written in these books relevant to the life of Holy Prophet (Peace Be Upon Him). It is concluded that in some books of Tabqat, the selection of circumstances and events relevant to the Biography of Holy prophet (Peace Be Upon Him) is fully organized. No doubt the criteria embraced by the scholars of Hadith is not as cautious and authentic but this source has its own weightage to be consulted by the researchers.

کتب طبقات کو سیرت النبی ﷺ کے بنیادی مصادر میں شمار کیا جاتا ہے۔ سیرت النبی ﷺ کی تدوین میں جن علماء نے خدمات سرانجام دیں ان میں کتب طبقات کے چند مصنفین کی خدمات بھی شامل ہیں۔ ان میں سرفہرست طبقات ابن سعد کے مصنف محمد بن سعد ہیں جن کی کتاب کو طبقات میں اولین تصانیف میں شمار کیا جاتا ہے۔ اگرچہ طبقات کی اکثر کتابیں سیرت سے خالی ہیں۔ تاہم چند کتابیں ایسی بھی ہیں جن میں سیرت النبی ﷺ سے متعلقہ بہت سی مرویات کا ذکر عمدہ ترتیب و تنظیم سے کیا گیا ہے۔ اس لیے یہ کہنا بجا ہے کہ تدوین سیرت میں بعض کتب طبقات نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ اس بحث میں سب سے پہلے طبقات کا مفہوم بیان کیا جائے گا۔ اس کے بعد منتخب کتب طبقات میں تدوین سیرت کے منہج و اسلوب کا بیان ہوگا۔ اور یہ بحث بھی کی جائے گی کہ ان کتابوں کی مرویات سیرت کی ترتیب اور عمومی حیثیت کیا ہے؟

---

* لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ اسلامیہ کالج، لاہور کینٹ، لاہور۔

* سبجیکٹ سپیشلسٹ (اسلامیات)، گورنمنٹ عارف ہائیر سیکنڈری سکول، لاہور۔

طبقات کا مفہوم:

طبقات ،طبقہ کی جمع ہے۔علماء نے طبقات کے مفہوم کو سمجھانے کے لیے متعدد تعریفیں لکھیں ہیں۔تاہم ان سب کا مفہوم ایک ہی ہے اگرچہ الفاظ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔چنانچہ طبقہ کا لغوی مفہوم بیان کرتے ہوئے ابن فارس کہتے ہیں:

"(طبق) الطاء والباء والقاف أصل صحيح واحد، وهو يدل على وضع شيء مبسوط على مثله حتى يغطيه"۔(1)

''(طبق)اصل مادہ ط ب ق ہے اور وہ دلالت کرتا ہے کہ کسی مبسوط چیز کو اس جیسی ہی چیز پر اس طرح رکھنا کہ وہ اس کو ڈھانپ لے''۔

ابن منظور کہتے ہیں:

"كذلك طبقات الناس كل طبقة طبقت زمانها" ۔(2)

''اسی طرح لوگوں کے طبقات ہیں کہ ہر طبقہ اپنے زمانے سے مطابقت رکھتا ہے''۔

حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں:

"والطبقة في اللغة عبارة عن القوم المتشابهين" ۔(3)

''لغت میں طبقہ ایسی قوم سے عبارت ہے جو ایک دوسرے سے مشابہ ہو''۔

حافظ ابن حجر العسقلانی کہتے ہیں:

"والطبقة في اصطلاحهم عبارة عن جماعة اشتركوا في السن ولقاء المشايخ"۔(4)

''ان (مؤرخین) کی اصطلاح میں طبقہ ایسی جماعت سے عبارت ہے جو عمر میں اور مشائخ سے ملاقات میں ایک دوسرے کے شریک ہوں''۔

امام سخاوی لکھتے ہیں:

"(والطبقة) :في اللغة (القوم المتشابهون) وفي الاصطلاح: المشتركون في الأخذ واللقي إما في أعيان الشيوخ أو أمثالهم و قرنائهم فان اتفق الاشتراك في السن كما هو الغالب فذاك وإلا فالإعتبار بالأخذ" ۔(5)

''طبقہ لغت میں متشابہ قوم کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں وہ لوگ ہیں جو اخذ ولقاء میں ایک دوسرے کے شریک ہوں۔ یا تو وہ شیوخ میں شریک ہوں گے یا ان جیسے اور ان کے ہم زمانہ لوگوں میں شریک ہوں گے۔ اگر ان کا اشتراک عمر میں ہو جیسا کہ غالباً ہوتا ہے تو ٹھیک ہے وگرنہ ان کے اخذ کا اعتبار کیا جائے گا''۔

امام سیوطی کہتے ہیں:

''(والطبقة) في اللغة (القوم المتشابهون) وفي الاصطلاح: قوم تقاربوا في السن والإسناد أو في الإسناد فقط بأن يكون شيوخ هذا هم شيوخ الآخر، أو يقاربوا شيوخه''۔(6)

''لغت میں طبقہ سے مراد متشابہ قوم ہے۔ اور اصطلاح میں وہ قوم ہے جو عمر میں اور اسناد میں یا صرف اسناد میں ایک دوسرے کے قریب ہوں۔ اس طرح کہ ان کے شیوخ ان کے بھی شیوخ ہوں یا وہ ان کے شیوخ کے مقارب ہوں''۔

مذکورہ تمام تعریفات سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقات سے مراد ایسے افراد ہیں جو ایک دوسرے کے متشابہ ہوں یعنی ان کی عمریں ایک جیسی ہوں، ان کی اسناد میں مطابقت ہو اور لقاء شیوخ میں موافقت ہو، ان کے اساتذہ ایک جیسے ہوں۔ بالفاظ دیگر ہم زمانہ، ہم پلہ، ہم پیشہ، ہم روایت اور ہم عمر کے افراد ایک طبقہ ہیں۔

کتب طبقات:

کتب طبقات سے مراد وہ کتابیں ہیں جن میں رجال ورواۃ کو طبقات میں تقسیم کر کے ان کے احوال کو بیان کیا جائے۔ کتب طبقات میں مؤلفین اپنے زمانہ تک رجال کے طبقات اور ان کے احوال کا ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ محمد بن جعفر الکتانی ''الرسالۃ المستطرفۃ'' میں کتب طبقات کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وهي التي تشتمل على ذكر الشيوخ وأحوالهم ورواياتهم طبقة بعد طبقة وعصرا بعد عصر إلى زمن المؤلف"۔(7)

''کتب طبقات ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں راویوں کا تذکرہ، ان کے احوال وواقعات اور روایتوں کا ذکر طبقہ در طبقہ مؤلف کے زمانے تک کیا جائے''۔

طبقات رجال کی یہ کتابیں ابتداء میں صرف حدیث کی خدمت کے لیے تالیف کی گئی تھیں جیسے طبقات ابن سعد، طبقات الامام مسلم اور طبقات خلیفہ بن خیاط وغیرہ لیکن بعد میں کتب طبقات کا استعمال

راویان حدیث اور غیر راویان سب کے لیے ہونے لگا۔ جس کے نتیجے میں راویان حدیث اور محدثین کے ساتھ ساتھ خلفاء، فقہاء، قراء، صوفیاء، شعراء، ادباء، اطباء، نحاۃ وغیرہ کے طبقات پر بھی کتابیں تصنیف کی گئیں۔ بحث حذا میں طبقات کی صرف وہی کتابیں مقصود ہیں جن میں مرویات سیرت کا وجود ہے۔

طبقات ابن سعد:

اس کتاب کا نام ''الطبقات الکبریٰ'' یا ''الطبقات الکبیر'' ہے۔ یہ کتاب طبقات کی متداول کتب میں سب سے بہتر، جامع، مشہور اور قدیم کتاب ہے۔ اس کے مؤلف ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البصری البغدادی ہیں۔ (8) جو کاتب واقدی اور ابن سعد کے نام سے معروف ہیں۔ آپ 168ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے۔ پھر بصرہ سے آپ بغداد منتقل ہو گئے جہاں آپ نے مشہور مؤرخ اور سیرت نگار امام محمد بن عمر الواقدی کی صحبت اختیار کی۔ آپ امام واقدی کی تصانیف کی کتابت کیا کرتے تھے اس وجہ سے آپ کو کاتب واقدی کہا جاتا ہے۔ آپ بغداد میں اپنے زمانے کے بلند پایہ محدث اور مؤرخ تھے۔ آپ حدیث وفقہ، سیر ومغازی اور تاریخ کے ثقہ امام ہیں۔ آپ نے طلب علم کے لیے مکہ، مدینہ، کوفہ اور شام کا سفر کیا اور وہاں کے شیوخ سے بھرپور استفادہ کیا۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں محمد بن عمر الواقدی، ابو نعیم الفضل بن دکین، عبید اللہ بن موسیٰ، عفان بن مسلم، اسماعیل بن علیہ، وکیع بن الجراح، محمد بن عبد اللہ الانصاری، معن بن عیسی القزاز، عبد اللہ بن نمیر، سفیان بن عیینہ شامل ہیں۔ مؤرخین اور نقاد علماء نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے اور آپ کے علم ومعرفت کی بہت تعریف کی ہے۔

خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

"وكان من أهل الفضل والعلم، وصنف كتابا كبيرا في طبقات الصحابة والتابعين، والخالفين إلى وقته، فأجاد فيه وأحسن" ۔(9)

''وہ اہل علم وفضل میں سے تھے۔ انھوں نے طبقات صحابہ وتابعین اور ان کے بعد آنے والے اپنے زمانے تک کے علماء کے بارے میں ایک بہت بڑی کتاب لکھی جس میں انھوں نے بہت عمدہ اور اچھا کام کیا''۔

وہ مزید لکھتے ہیں:

"ومحمد بن سعد عندنا من أهل العدالة، وحديثه يدل على صدقه، فإنه يتحرى في كثير من رواياته" ۔(10)

''محمد بن سعد ہمارے نزدیک اہل عدالت میں سے ہے اور اس کی حدیث بھی اس کی صداقت پر دلیل ہے۔اس نے اپنی بہت سی روایات میں تلاش و چھان بین کی ہے''۔

امام خطیب بغدادی کے علاوہ ابن خلکان(11)،ابن حجر(12)،امام سخاوی(13) اور ابن تغری(14) وغیرہ نے بھی آپ کی توثیق کی ہے اور آپ کی روایات کو مستند قرار دیا ہے۔ ابن تغری کہتے ہیں:ایک روایت کے مطابق امام یحیٰی بن معینؒ کے علاوہ تمام نقاد و محدثین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔(15)

آپ نے 4 جمادی الثانی بروز اتوار 230ھ کو 62 سال کی عمر میں بغداد میں وفات پائی۔مقبرہ باب الشام میں آپ کو دفن کیا گیا۔(16)

طبقات ابن سعد کی ترتیب:

یہ کتاب فن طبقات کی بنیادی کتاب ہے جس میں سیرت النبی ﷺ پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔سیرت کے علاوہ اس میں تذکرہ صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ،تابعین و تبع تابعین کا تذکرہ اور مؤلف کے زمانے تک کے فقہاء و محدثین کا ذکر ہے۔یہ کتاب ترتیب زمانی اور مکانی دونوں اعتبار سے مرتب ہے۔اس کتاب میں سب سے پہلے زمانی ترتیب سے سیرت رسول ﷺ کا تفصیلی بیان ہے۔پھر صحابہ کرام،فقہاء،محدثین اور دیگر اہم شخصیات کو شہروں پر تقسیم کر کے طبقات میں مرتب کیا گیا ہے۔اور سب سے آخر میں صحابیاتؓ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔اس کتاب کی آٹھ جلدیں ہیں جن میں سے پہلی دو جلدیں سیرت النبی ﷺ کے لیے مختص ہیں۔

طبقات ابن سعد اور تدوین سیرت:

طبقات ابن سعد میں سیرت کا ایک بہت ہی وسیع تذکرہ ہے بلکہ ایسے جزئی واقعات پر بھی اس کا احاطہ ہے جن کے ذکر سے دوسری کتب خالی ہیں۔مصنف کتاب سب سے پہلے محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔علامہ ابن سعد نے اپنی کتاب کی ابتداء سیرت النبی ﷺ سے کی ہے۔اپنے استاد امام واقدی سے اختلاف کرتے ہوئے انھوں نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا نسب شریف ذکر کیا ہے۔جبکہ امام واقدی نے اپنی مغازی کی ابتداء رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بعد مدینہ آمد سے کی ہے۔وہ اپنی مغازی میں آپ ﷺ کی مکی زندگی کے بارے میں کچھ بھی ذکر نہیں کرتے۔تاہم علامہ ابن سعد نے آپ ﷺ کی مکی زندگی کو بھی بیان کیا ہے اور مدنی زندگی کو بھی۔اور ایک ایک چیز کے لیے متعدد روایات

پیش کی ہیں۔طبقات ابن سعد کی سب سے پہلی روایت نبی کریم ﷺ کے لقب ''سید ولد آدم'' سے متعلق ہے جسے ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے:

"قال رسول الله ﷺ: أنا سيد ولد آدم" ۔(17)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اولاد آدم کا سردار ہوں''۔

علامہ ابن سعد نے تمہید کے طور پر نبی کریم ﷺ کے نسب کو ثابت کرنے کے لیے انبیاء کرام کا تذکرہ کیا ہے جن سے آپ کا نسب ملتا ہے۔سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کا تذکرہ ہے جس میں ان کی پیدائش و وفات اور دیگر چند واقعات کی تفصیل ہے۔اور پھر حضرت حوا علیہا السلام کا تذکرہ کیا ہے۔دیگر انبیاء جن سے آپ کا نسب ملتا ہے ان میں سے حضرت ادریسؑ ،حضرت نوحؑ ،حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کا تذکرہ کیا ہے۔اور پھر حضرت اسماعیلؑ تک رسول اللہ ﷺ کے نسب کے متعلق کئی روایات بیان کیں ہیں۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت سے لے کر آپ ﷺ کی اس دنیا سے رحلت تک مکی اور مدنی زندگی کے تمام واقعات مختلف مرویات سے باسند بیان کیے ہیں۔جن میں آپ کے آباؤ اجداد، خاندان اور والدین کا ذکر، آپ کی ولادت باسعادت، رضاعت، بچپن، جوانی، سفر شام، سفر تجارت، ازواج واولاد، علامات نبوت، بعثت، دعوت وتبلیغ، اسراء ومعراج، معجزات، بیعت عقبہ، ہجرت مدینہ، مؤاخات مدینہ، غزوات وسرایا، مکاتیب، وفود سے ملاقات، اخلاق وآداب، شمائل نبوی، لباس وخصائل، گھریلو زندگی، حجۃ الوداع اور وفات تک کے واقعات کا ذکر شامل ہے۔طبقات ابن سعد میں سیرت کے مشمولات میں بعض ایسے واقعات بھی شامل ہیں جو اس زمانے کی دیگر کتب سیرت جیسے سیرت ابن اسحاق اور سیرت ابن ہشام وغیرہ میں نہیں پائے جاتے لیکن علامہ ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سیرت سے متعلق واقعات کی تفصیل معاصر سیرت نگاروں سے قدرے زیادہ بیان کرتے ہے۔نیز یہ کتاب اپنی اندرونی ترتیب کے اعتبار سے بھی اس دور کی دیگر کتب سیرت سے زیادہ منظم اور عمدہ مرتب ہے۔

علامہ ابن سعد نے سیرت طیبہ کی مرویات میں درج ذیل منہج اختیار کیا ہے۔

1- سیرت کے واقعات عموماً زمانی اور منطقی ترتیب سے بیان کیے ہیں۔لیکن کبھی یہ التزام باقی نہیں بھی رہتا۔

2- ایک محدث کی حیثیت سے تمام روایات باسند بیان کرتے ہیں۔اپنی طرف سے ثقہ راویوں سے روایات لینے کی پوری کوشش کرتے ہیں لیکن پھر بھی ضعیف راویوں سے بکثرت روایات بیان ہوئی ہیں جیسے

واقدی کی مرویات۔ واقدی کے ضعف کے باوجود سیرت نگاروں نے اس کی کتاب سے استفادہ کیا ہے۔ اسی طرح واقدی اگرچہ ضعیف ہے لیکن ثقہ راویوں کی روایات سے کہیں کہیں ان کی مرویات کو تقویت ملتی ہے۔

3- امام واقدی کی مرویات وتصانیف کے علاوہ بھی متعدد مصادر سے روایات بیان کی ہیں۔

4- امام واقدی کی طرح وہ واقعات واحداث کے بیان سے پہلے ان کی متعدد اسانید کو جمع کر کے ذکر کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں: **دخل حديث بعضهم في حديث بعض قالوا:...** (18) یعنی ان تمام اسناد کی مرویات کو آپس میں جوڑ کر ایک متن کی صورت میں ترتیب سے بیان کر دیتے ہیں۔ جب کہ محدثین کے ہاں یہ طریقہ صحیح نہیں ہے اس لیے کہ ان روایات کی اسناد کے تمام راوی جرح وتعدیل میں ایک جیسے نہیں ہو سکتے بلکہ ان میں ضعفاء، مجہولین بھی موجود ہوں گے جیسا کہ ان میں سرفہرست واقدی ہیں جن کے ضعف پر جمہور ائمہ نقاد نے کلام کیا ہے۔

5- غزوات کے بیان میں غزوہ سے متعلق بنیادی واقعہ رواۃ کے ایک مجموعہ اسانید سے بیان کرتے ہیں۔ اور پھر متعدد مصادر سے باسند انفرادی روایات سے اس کی تکمیل کرتے ہیں۔ اور جب نئے غزوہ کا بیان شروع کرتے ہیں تو امام واقدی کی طرح وہ مجموعہ اسانید دوبارہ ذکر نہیں کرتے بلکہ سابقہ اسانید کے مجموعہ پر عطف ڈالتے ہوئے کہتے ہیں: **ثم غزوة ...** (19)

6- مؤلف نے صحیح، معتبر اور مستند روایات کا التزام نہیں کیا بلکہ متصل اور صحیح سند کی مرویات کے ساتھ ساتھ ضعیف، موقوف، مقطوع اور مرسل روایات کا ذکر بھی کر دیا ہے تا کہ اس موضوع سے متعلقہ تمام روایات اکٹھی ہو جائیں اور جن روایات کی سند میں ضعف، انقطاع یا ارسال ہے ان کی تحقیق کر لی جائے۔ کیونکہ سند کے بیان سے حدیث کی تحقیق مشکل نہیں رہ جاتی۔

7- علامہ ابن سعد صرف روایات نقل ہی نہیں کرتے بلکہ اگر ان میں کہیں واضح غلطی پائی جائے تو اس کی نشان دہی کرتے ہیں اور جو صحیح ہو وہ بیان کر دیتے ہیں، جیسا کہ وہ ایک روایت کا ذکر کرتے ہیں جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں اپنی والدہ کی قبر پر اشک بار ہوئے۔ وہ اس کے تعاقب میں لکھتے ہیں: **وهذا غلط وليس قبرها بمكة و قبرها بالأبواء** ۔ یعنی یہ غلط ہے، ان کی قبر مکہ میں نہیں بلکہ ان کی قبر (مدینہ کے قریب مقام) ابواء میں ہے۔ (20)

8- بعض جگہ نصوص پر نقد اور مختلف روایات میں ترجیح بھی بیان کرتے ہیں، مثلاً: حضرت عمر بن خطابؓ کی وفات کے وقت کتنی عمر تھی؟ اس کے متعلق حضرت معاویہؓ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ وفات کے وقت

آپؓ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ لیکن اس کے تعاقب کرتے ہوئے کہتے ہیں: یہ حدیث ہمارے ہاں مدینہ میں معروف نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد زید بن اسلم کی روایت جو وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ذکر کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ کی وفات کے وقت عمر ساٹھ سال تھی۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: هذا أثبت الأقاويل عندنا۔ (21)

علامہ ابن سعد نے سیرت النبی ﷺ کے اختتام پر لکھا ہے: آخر خبر النبي ﷺ (22) ان الفاظ کی مناسبت سے بعض مستشرقین کا خیال ہے کہ طبقات ابن سعد کے شروع میں تذکرہ سیرت پر مشتمل حصہ حقیقت میں علامہ ابن سعد کی الگ سے مستقل کتاب ہے جس کا نام بعض مؤرخین نے ''کتاب اخبار النبی ﷺ'' ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ موقف درست نہیں کیونکہ اکثر محدثین و مؤرخین نے اسے طبقات ابن سعد کا ہی حصہ قرار دیا ہے۔

طبقات ابن سعد کے مصادر سیرت:

علامہ ابن سعد نے سیرت کے واقعات بیان کرنے کے لیے جن مصادر سے استفادہ کیا ان میں قرآن مجید، حدیث، اپنے شیوخ و اساتذہ کی روایات اور وہ مواد ہے جو اس دور میں لکھی جانے والی مختلف کتابوں میں موجود تھا۔ سب سے زیادہ آپ نے اپنے شیخ امام واقدی اور ان کی کتابوں سے استفادہ کیا۔ کیونکہ آپ ان کے کاتب تھے۔ اس لیے ان کی کتب تک جو رسائی آپ کو حاصل تھی وہ کسی اور کو حاصل نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی کتاب طبقات میں کثیر تعداد میں امام واقدی کی مرویات کو بیان کیا ہے۔ اس بارے میں ابن الندیم نے ''الفہرست'' میں لکھا ہے:

> "محمد بن سعد كاتب الواقدي: أبو عبد الله محمد بن سعد من أصحاب الواقدي روى عنه وألف كتبه من تصنيفات الواقدي" ۔(23)
>
> ''محمد بن سعد کاتب واقدی: ابو عبداللہ محمد بن سعد واقدی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ وہ ان سے روایت کرتے ہیں اور انھوں نے اپنی کتابیں واقدی کی تصنیفات سے تالیف کیں''۔

ابن ندیم کی یہ بات عمومی نہیں کہ ابن سعد نے صرف واقدی کی تصنیفات سے ہی اخذ کیا۔ اس لیے کہ انھوں نے واقدی کے علاوہ بھی کئی اساتذہ کی روایات بیان کی ہیں۔ اگر طبقات میں ابن سعد کے اساتذہ کو شمار کیا جائے تو وہ ساٹھ سے زیادہ ہیں اور ان میں سے اکثر جلیل القدر محدثین ہیں جنھوں نے حدیث وسیرت

اور تاریخ میں اہم خدمات سرانجام دیں۔

علامہ ابن سعد نے مغازی وسرایا کے بیان سے پہلے اپنے بعض اساتذہ کی فہرست ذکر کی ہے جن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوات وسرایا میں علامہ ابن سعد کے مصادر بھی اساتذہ ہیں جن میں محمد بن عمر بن واقد الاسلمی، عمر بن عثمان بن عبدالرحمٰن ابن سعید بن یربوع المخزومی، موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی، زہری کے بھتیجے محمد بن عبداللہ بن مسلم، موسیٰ بن یعقوب بن عبداللہ بن وھب بن ربیعہ بن الاسود، عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور بن مخرمہ الزہری، یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ الانصاری، ربیعہ بن عثمان بن عبد اللہ بن الھدیر التیمی، ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ الاشہلی، عبدالحمید بن جعفر الحکمی، عبدالرحمٰن بن ابی الزناد اور محمد بن صالح التمار (24) شامل ہیں۔

الطبقات الصغیر لابن سعد:

طبقات کبیر کے علاوہ علامہ ابن سعد کی ایک اور کتاب ''الطبقات الصغیر'' بھی ہے جس کا مؤرخین (25) نے بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ کتاب مشہور نہیں ہوسکی اگرچہ اس کی تالیف طبقات کبیر سے بھی پہلے ہوئی۔ اس کتاب کو مفقود ہی سمجھا جاتا تھا (تاہم اس کا مخطوطہ استنبول میں آثار کے میوزیم میں موجود تھا) یہاں تک ڈاکٹر بشار عواد معروف اور محمد زاہد جول کی تحقیق سے یہ کتاب دار الغرب الاسلامی، تیونس سے 2009ء میں دو جلدوں میں طبع ہوئی۔ یہ کتاب نہایت مختصر ہے اور اس کی ترتیب بھی طبقات کبیر سے مختلف ہے۔ اس کتاب میں مؤلف نہایت اختصار کے ساتھ اعلام ورجال کے اسماء، کنیت، پیدائش ووفات وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ کتاب طبقات کبیر کا خلاصہ معلوم ہوتی ہے۔

اس کتاب میں سیرۃ النبی ﷺ کے بارے میں بہت ہی قلیل تذکرہ ہے۔ اس میں صرف رسول اللہ ﷺ کا نسب مبارک، وفات مبارک اور آپ کی اولاد کا ذکر کیا گیا ہے۔ (26) ان سے متعلقہ روایات میں بھی اس قدر اختصار ہے کہ طبقات کبیر کے مقابلے میں تو نہ ہونے کے برابر ہے۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ طبقات صغیر میں بھی سیرت رسول ﷺ کا مختصر تذکرہ موجود ہے۔

طبقات خلیفہ بن خیاط:

اس کتاب کے مؤلف امام ابو عمرو خلیفہ بن ابی ہبیرہ خیاط بن خلیفہ بن خیاط الشیبانی العصفری البصری ہیں جن کا لقب ''الشباب'' معروف ہے۔ وہ 160ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق بصرہ کے

علمی خاندان سے تھا۔ان کے آباؤ اجداد کا شمار بصرہ کے اہل علم میں ہوتا تھا۔وہ حدیث، تاریخ اور انساب کے ماہر تھے۔علماء جرح وتعدیل نے ان کی توثیق کی ہے۔انھوں نے 240ھ میں وفات پائی۔(27)

خلیفہ بن خیاط، علامہ ابن سعد کے ہم عصر تھے۔لہذا ان کی کتاب طبقات خلیفہ بن خیاط بھی تھوڑے بہت فرق کے ساتھ تقریباً اسی طرز کو اپناتے ہوئے تالیف کی گئی۔لیکن اس کتاب میں طبقات ابن سعد کی طرح سیرت رسول ﷺ کا باقاعدہ بیان نہیں ہے بلکہ سیرت سے متعلقہ کتاب کی ابتداء میں رسول اللہ ﷺ کے نسب شریف سے متعلق مختلف روایات بیان کی ہیں۔پھر آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ونسب ذکر کیا ہے۔اس کے بعد انھوں نے نبی کریم ﷺ کی وفات مبارک سے متعلق دو قول ذکر کیے ہیں۔ایک قول کے مطابق سرکار دو عالم کی وفات 2 ربیع الاول بروز سوموار کو مدینہ منورہ میں بیان کی ہے اور دوسرے قول کے مطابق آپ کی وفات 12 ربیع الاول، سال گیارہ ہجری میں بیان کی ہے۔لیکن ان دونوں اقوال میں سے کسی بھی قول کو ترجیح نہیں دی۔(28)

کتاب الثقات لابن حبان:

اس کتاب کے مؤلف امام ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد التمیمی الدارمی البستی ہیں۔آپ 279ھ میں سجستان کے شہر ''بست'' میں پیدا ہوئے۔آپ حافظ، محدث، مؤرخ، قاضی اور کبار علماء جرح وتعدیل میں سے ہیں۔آپ کے متعلق، آپ کے شاگرد امام حاکم کا بیان ہے کہ: **كان ابن حبان من أوعية العلم في الفقه، واللغة، والحديث، والوعظ، ومن عقلاء الرجال** ۔آپ نے مختلف علوم پر متعدد کتابیں تصنیف کیں۔آپ نے 354ھ میں ''بست'' میں ہی وفات پائی۔(29)

کتاب الثقات امام ابن حبان کی وہ مشہور تصنیف ہے جس کی ابتداء میں سیرت النبی ﷺ کا مفصل تذکرہ موجود ہے۔اگرچہ اس کتاب کے نام میں لفظ ''طبقات'' استعمال نہیں ہوا لیکن بعض علماء نے ابن حبان کی کتاب الثقات کو کتب طبقات میں شامل کیا ہے اس لیے کہ اس کتاب کی تالیف وتدوین کتب طبقات کی طرز پر ہے۔چنانچہ امام سخاوی نے ''الاعلان بالتوبیخ'' میں معتمد راویوں پر لکھی جانے والی کتابوں کا ذکر کرتے ہوئے اس کتاب کے بارے میں لکھا ہے:

"**كالثقات لأبي حاتم بن حبان وهو أحفلها وهي على الطبقات**" ۔(30)

''ابوحاتم بن حبان کی کتاب الثقات کی طرح جو زیادہ پسندیدہ ہے اور یہ طبقات پر ہے''۔

امام ابن حبان ''کتاب الثقات'' کے مقدمہ میں خود لکھتے ہیں:

"ثم نذكر القرن الثالث الذين رأوا التابعين فأذكرهم على نحو ما ذكرنا الطبقتين الأولين " ۔(31)

''پھر ہم (صحابہؓ وتابعینؒ کے بعد) تیسری صدی کے ان لوگوں کا ذکر کریں گے جنھوں نے تابعین کو دیکھا (یعنی تبع تابعین) اور میں ان کا تذکرہ بھی اسی طرح کروں گا جیسا کہ ہم نے پہلے دو طبقات (صحابہؓ وتابعینؒ) کا تذکرہ کیا ہے''۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابن حبان کے نزدیک طبقہ سے مراد ''نسل'' ہے۔اس لیے انھوں نے اپنی کتاب کو طبقات پر تالیف کرتے ہوئے نسلوں کا خیال رکھا ہے۔جن میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ، پھر صحابہ کرامؓ، پھر تابعین، پھر تبع تابعین اور اسی طرح اپنے زمانے تک کے طبقات کا ذکر کیا ہے۔

امام ابن حبان اپنی کتاب ''الثقات'' کے مقدمہ میں تذکرہ سیرت کے متعلق لکھتے ہیں:

"فأول ما أبدأ في كتابنا هذا ذكر المصطفى صلى الله عليه وسلم ومولده ومبعثه وهجرته إلى أن قبضه الله تعالى إلى جنته " ۔(32)

''سب سے پہلے میں اپنی اس کتاب کی ابتداء نبی کریم ﷺ کے تذکرہ سے کروں گا جس میں آپ کی ولادت باسعادت، بعثت اور ہجرت سے لے کر اللہ تعالی کی جنت کی طرف سفر تک کا بیان ہوگا''۔

اس مقصد کے پیش نظر امام ابن حبان نے تدوین سیرت کے ضمن میں کتاب الثقات کی پہلی جلد مکمل اور دوسری جلد نصف تک سیرت رسول ﷺ کو بیان کیا ہے۔اس کے بعد خلفاء راشدینؓ بعض جلیل القدر صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد آنے والے بنوامیہ دور کے کچھ خلفاء وملوک کا ذکر کیا ہے۔پھر ان کے بعد حروف تہجی کی ترتیب سے صحابہ کرامؓ، پھر تابعینؒ، پھر تبع تابعینؒ اور پھر بعد میں اپنے زمانے تک آنے والے اعلام ورواۃ اور رجال حدیث کا ذکر کیا ہے جس میں ان کا مختصر تعارف بیان کیا گیا ہے۔

کتاب الثقات میں تذکرہ سیرت سے پہلے امام ابن حبانؒ نے کتاب کا مقدمہ لکھا ہے۔مقدمہ کے بعد سیرت طیبہ کا تذکرہ شروع ہوتا ہے۔سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کرتے ہیں کہ آپ کی ولادت عام الفیل میں ہوئی۔(33) اس کے ضمن میں وہ واقعہ اصحاب الفیل بھی تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔اس کے بعد وہ نبی کریم ﷺ کا نسب شریف بیان کرتے ہیں۔نسب کے متعلق علامہ ابن سعد کی طرح متعدد روایات بیان کرتے ہیں۔ پھر رسول اکرم ﷺ کے آباؤ اجداد، قریش اور خاندان بنو ہاشم

کا ذکر ہے۔اس کے ضمن میں آپ کی رضاعت ،کفالت اور بچپن کے احوال کا بھی ذکر ہے۔اسی طرح تقریباً زمانی ترتیب کے ساتھ آپ کی مکی زندگی کے احوال کا بیان ہے جن میں آپ کا سفر شام، تجارتی اسفار، زواج، اولاد، بعثت، نزول وحی، دعوت وتبلیغ، ہجرت حبشہ، سفر طائف، باہر سے مکہ آنے والے قبائل کو دعوت، بیعت عقبہ اولی، اسراء ومعراج، بیعت عقبہ ثانیہ اور ہجرت مدینہ کا ذکر ہے۔

امام ابن حبان نے مدنی زندگی کی تفصیلات میں آپ ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد کے واقعات کو ہجرت کے بعد کے سالوں میں بیان کیا ہے، مثلاً: ہجرت کے دوسرے سال کے واقعات، ہجرت کے تیسرے سال کے واقعات، چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں سال کے واقعات وغیرہ۔ان سالوں کے ضمن میں جو اہم واقعات ذکر کیے ہیں ان میں تعمیر مسجد نبوی، مؤاخات مدینہ، تحویل قبلہ، غزوات وسرایا، مکاتیب نبوی، حجۃ الوداع، وفات نبوی، امہات المومنین ، بنات رسول ﷺ ، اور آخر میں اوصاف واخلاق نبوی کا تذکرہ شامل ہے۔

امام ابن حبان نے سیرت طیبہ کی تدوین میں درج ذیل منہج اختیار کیا ہے۔

1- سیرت کی ابتدا، رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت سے کی ہے۔ جب کہ بعض اصحاب طبقات جیسے ابن سعد نے سیرت میں سب سے پہلے نسب شریف کا تذکرہ کیا ہے۔

2- سیرت کے بیانات میں عموماً وہ اختصار سے کام لیتے ہیں لیکن کبھی کبھی وہ اختلاف کا ذکر بھی کرتے ہیں جیسے: انھوں نے آپ ﷺ کے نسب شریف میں عدنان سے آدم علیہ السلام تک نسب میں اختلاف کو ذکر کیا ہے۔(34)

3- سیرت کی مرویات میں اسانید کا بھی ذکر کرتے ہیں۔اس میں وہ محدثین کا طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔

4- سیرت کے واقعات میں وہ واقعہ کے بیان کی ابتداء میں اسناد کا ذکر کرتے ہیں پھر اس کے بعد وہ سند ذکر نہیں کرتے اور واقعہ بیان کر دیتے ہیں۔

5- بعض دفعہ وہ خبروں میں تضاد کے وہم کو ختم کرنے کے لیے تطبیق کا طریقہ بھی اختیار کرتے ہیں، جیسے انھوں نے نزول وحی کی ابتداء میں ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾(35) اور ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ﴾(36) کے پہلی وحی کے طور پر نزول کے درمیان تضاد کو ختم کیا ہے۔(37)

6- قابل ذکر بات یہ ہے کہ امام ابن حبان نے سیرت طیبہ کے تذکرہ میں موسی بن

عقبہ،ابومعشر سندی،محمد بن عمرالواقدی اور محمد بن سعد جیسے اولین سیرت نگاروں کا ذکر نہیں کیا۔تاہم صرف دومقامات پر جن میں سے ایک بیعت عقبہ میں(38) اوردوسرا سلمان فارسی کے اسلام لانے کے قصہ میں محمد بن اسحاق کا ذکر ملتا ہے۔(39)لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انھیں ان سیرت نگاروں اوران کی تصانیف کا علم ہی نہیں تھا۔

7- امام ابن حبان سیرت طیبہ کے تذکرہ میں اپنی دیگر کتب سے بھی،خاص طور پر ''صحیح ابن حبان'' سے استفادہ کرتے ہیں۔

مشاہیر علماء الامصار لابن حبان:

اس کتاب کے مؤلف بھی امام ابن حبان البستی ہی ہیں۔اگر چہ یہ کتاب مختصر ہے لیکن اس میں بھی سیرت طیبہ کا جامع تذکرہ موجود ہے۔یہ کتاب بھی طبقات کی طرز پر لکھی گئی ہے۔اس کتاب میں اس وقت کے عالم اسلام کو چھ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ان میں حجاز،عراق،شام،مصر،یمن اورخراسان شامل ہیں۔انھیں علاقوں کو بنیاد بنا کر یہاں کے مشاہیر علماء کا ذکر کیا گیا ہے۔سب سے پہلے صحابہ کرامؓ،پھر تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کا ذکر کرتے ہیں۔

اس کتاب میں سیرت طیبہ کا تذکرہ ابن سعد کی کتاب الطبقات الصغیر کی طرح نہایت مختصر مگر جامع ہے۔امام ابن حبان نے اس کتاب میں بھی سیرت رسول ﷺ کا ذکر سب سے پہلے کیا ہے۔اس بارے میں امام ابن حبان لکھتے ہیں:

"وأول ما نبدأ من هذا الكتاب بذكر النبي صلى الله عليه وسلم"۔(40)

''سب پہلے ہم اس کتاب میں نبی کریم ﷺ کا تذکرہ کریں گے''۔

لہٰذا انھوں نے اس میں سیرت طیبہ کا تذکرہ کرتے ہوئے سب سے پہلے آپ کا نسب شریف، عدنان تک بیان کیا ہے اور پھر کہتے ہیں کہ یہاں(عدنان)پر عربوں کے انساب ختم ہوجاتے ہیں اس سے آگے کوئی روایت ایسی نہیں جو قابل اعتماد ہو۔(41)پھر آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کا تذکرہ کرتے ہیں کہ وہ مکہ مکرمہ میں عام الفیل بارہ ربیع الاول بروز سوموار کو ہوئی۔یہ وہ سال ہے،جس میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب الفیل پر ابابیل پرندے بھیجے۔ولادت نبوی کے فوراً بعد وہ غار حراء میں نزول وحی کا ذکر کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تنتالیس سال تھی۔(42)جب کہ دیگر روایات میں ہے کہ پہلی وحی کے

نزول کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔(43) پھر لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مکہ میں دس سال گزارے (44) جب کہ دیگر روایات کے مطابق آپ ﷺ نے بعثت کے بعد مکہ میں تیرہ سال گزارے (45) جس میں آپ نے لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دی اور پھر آپ اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ یہاں آپ ﷺ نے دس سال گزارے۔ پھر آپ بارہ ربیع الاول بروز سوموار کو اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور آپ کو حجرہ عائشہؓ میں بدھ کے روز دفن کیا گیا۔ آپ کی لحد مبارک میں تدفین کے لیے سیدنا علی بن ابی طالبؓ، فضل بن عباسؓ، قثم بن عباسؓ اور شقرانؓ مولی رسول اللہ ﷺ آپ کی قبر مبارک میں نازل ہوئے۔(46)

یہ وہ معلومات ہیں جن کا تذکرہ امام ابن حبان نے سیرت طیبہ کے حوالے سے اس کتاب میں بغیر کسی اسناد کے بیان کیا ہے۔ اگرچہ یہ معلومات نہایت مختصر ہیں لیکن اس میں نسب شریف، ولادت باسعادت، بعثت نبوی، مکہ میں قیام، ہجرت مدینہ، مدینہ میں قیام اور وفات نبوی ﷺ کا جامع انداز میں ذکر کر دیا ہے۔ انھوں نے اس میں بعثت کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تنتالیس سال اور نزول وحی کے بعد مکہ میں دس سال قیام کے بارے میں دیگر سیرت نگاروں کی بیان کردہ روایات سے اختلاف کیا ہے۔

صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی:

اس کتاب کے مؤلف امام جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد البغدادی الجوزی ہیں۔ وہ 509ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ وہ مشہور حافظ، مفسر، محدث، مؤرخ اور عبقری خطیب تھے۔ وہ متعدد کتب کے مصنف اور اپنے زمانے میں مرجع خلائق تھے۔ انھوں نے 597ھ میں بغداد میں وفات پائی۔(47)

امام ابن الجوزی نے یہ کتاب ''صفۃ الصفوۃ'' امام ابونعیم الاصبہانی کی کتاب ''حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء'' سے متاثر ہو کر تالیف کی تھی۔ یہ کتاب اولیاء، صالحین، زھداء اور اصفیاء کے طبقات پر مشتمل تھی۔ ابن الجوزی کو یہ کتاب بہت پسند تھی لیکن اس میں کچھ باتیں ان کے نزدیک قابل توجہ تھیں جن کی وجہ سے انھوں نے اس کتاب کو بنیاد بنا کر ''صفۃ الصفوۃ'' کے عنوان سے نئی کتاب تالیف کر دی اور مقدمہ میں امام ابونعیم کی کتاب ''حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء'' میں موجود کوتاہیوں کی وضاحت کر دی، مثلاً: امام ابن الجوزی کہتے ہیں کہ امام ابونعیم کی کتاب میں دس چیزیں ہیں جنھوں نے اسے گدلا کر دیا ہے۔(48) اور تین اہم چیزیں ہیں جن کا انھوں نے اپنی کتاب میں ذکر ہی نہیں کیا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ امام ابونعیم نے سیرت

رسول ﷺ سے متعلق کچھ بیان نہیں کیا۔ابن الجوزی لکھتے ہیں:

"وأما الأشياء التي فاتته فأهمها ثلاثة أشياء أحدها أنه لم يذكر سيد الزهاد وإمام الكل وقدوة الخلق وهو نبينا ﷺ فإنه المتبع طريقته المقتدي بحاله" ۔(49)

''امام ابونعیم الاصبہانی سے جو تین اہم چیزیں رہ گئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ انھوں نے سیدالزھاد، امام الکل اور قدوۃ الخلق ہمارے پیارے نبی ﷺ کا تذکرہ نہیں کیا۔حالانکہ آپ کا طریقہ واجب اطاعت ہے اور آپ کی ہر حال میں اقتداء لازم ہے''۔

امام ابن لجوزی نے بھی اپنی کتاب ''صفۃ الصفوۃ'' کو طبقات کی طرز پر ہی تالیف کیا اور ترتیب دیا۔وہ اس کتاب کی ترتیب بیان کرتے ہوئے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"أنا أبتدء بتوفيق الله سبحانه ومعونته فأذكر باباً في فضل الأولياء الصالحين، ثم أردفه بذكر نبينا محمد صلى الله عليه وسلم وشرح أحواله وآدابه وما يتعلق به، ثم أذكر المشتهرين من أصحابه بالعلم المقترن بالزهد والتعبد، وآتي بهم على طبقاتهم في الفضل ثم أذكر المصطفيات من الصحابيات على ذلك القانون، ثم أذكر التابعين ومن بعدهم على طبقاتهم في بلدانهم" ۔(50)

''میں اللہ سبحانہ وتعالی کی توفیق واعانت سے اولیاء وصالحین کی فضیلت میں ایک باب ذکر کروں گا۔پھر اس کے بعد ہمارے پیارے نبی ﷺ کا تذکرہ کروں گا۔آپ کے احوال کی وضاحت، آپ کے آداب اور اس سے متعلقہ امور کا ذکر کروں گا۔پھر آپ کے صحابہ کرامؓ کا تذکرہ ہوگا جو علم میں مشہور ہیں اور زہدوعبادت سے متصف ہیں۔اور صحابہ کرامؓ کے طبقات کا ذکر ان کی فضیلت کے لحاظ سے کروں گا۔پھر اسی اصول پر منتخب صحابیات کا ذکر ہوگا۔پھر تابعین اور ان کے بعدوالوں کے طبقات کا ذکر ان کے شہروں کی مناسبت سے ہوگا۔

سیرت طیبہ کے تذکرہ سے متعلق امام ابن لجوزی رقمطراز ہیں:

"ولما سميت كتابي هذا "صفة الصفوة" رأيت أن أفتتحه بذكر نبينا محمد ﷺ فإنه صفوة الخلق وقدوة العالم" ۔(51)

''جب میں نے اپنی اس کتاب کا نام''صفۃ الصفوۃ'' رکھا تو میں نے دیکھا کہ میں اس کا افتتاح ہمارے پیارے نبی ﷺ کے تذکرہ سے ہی کروں گا کیونکہ آپ ہی صفوۃ الخلق اور قدوۃ العالم ہیں''۔

لہذا امام ابن الجوزی نے سیرت طیبہ کا ذکر سب سے پہلے کیا ہے۔ جس کے ضمن میں سب سے پہلے انھوں نے نبی کریم ﷺ کا نسب شریف بیان کیا ہے اور آپ کے آباؤ اجداد، خاندان، والدین کا تذکرہ ہے۔ پھر اس کے بعد آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر ہے کہ آپ بروز سوموار ربیع الاول میں عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ تاریخ پیدائش کے ضمن میں انھوں نے چار اقوال ذکر کیے ہیں: دو ربیع الاول، آٹھ ربیع الاول، دس ربیع الاول اور بارہ ربیع الاول۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے اسماء مبارک، رضاعت کی تفصیلات، والدہ محترمہ کی وفات، کفالت، سفر شام، بکریاں چرانا، سفر تجارت، حضرت خدیجہؓ سے شادی، علامات نبوت، بعثت نبوی اور نزول وحی کی ابتداء کا تذکرہ ہے۔ پھر آپ ﷺ کی دعوت وتبلیغ، معجزات، سفر طائف، اسراء ومعراج، بیعت عقبہ اور ہجرت مدینہ کا تفصیلی ذکر ہے۔

امام ابن الجوزی نے آپ ﷺ کی مدنی زندگی کی تفصیلات میں مدینہ میں تشریف آوری، قباء میں قیام، غزوات نبوی کی تعداد کے علاوہ کچھ بھی بیان نہیں کیا۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج واولاد، خدام وموالی، مراکب، حلیہ مبارک، عادات وخصائل، شمائل وخصائص، آداب واخلاق، جود وسخا، مزاح ومداعبت، شجاعت وبہادری، انبیاء پر فضیلت، عبادت وریاضت، عیش وفقر، اور آپ کی کلام میں فصاحت وبلاغت کا مفصل ذکر کیا ہے۔ آخر میں وفات نبوی ﷺ، غسل، تدفین اور درود وسلام کی تفصیلات ہیں۔

امام ابن الجوزی نے سیرت طیبہ کی تدوین میں درج ذیل منہج اختیار کیا ہے۔

1- سیرت طیبہ میں سب سے پہلے نسب شریف اور پھر ولادت باسعادت کا ذکر کرتے ہیں۔

2- سیرت کی مرویات میں دیگر کتب پر انحصار کرتے ہیں۔ اور ان کا تخریج بھی بیان کر دیتے ہیں۔

3- احادیث کی مکمل اسناد کا ذکر نہیں کرتے بلکہ صرف بیان کرنے والے صحابی کا ذکر کر دیتے ہیں۔

4- سیرت نبوی کا بیان اختصار پر مبنی ہے۔ بعض تفصیلات کا ذکر ہی نہیں کیا گیا جیسا کہ مؤاخات مدینہ، میثاق مدینہ، غزوات نبوی، مکاتیب، معاہدات، فتح مکہ، وفود اور حجۃ الوداع وغیرہ سے متعلق کوئی تفصیل

موجود نہیں۔

5- تذکرہ سیرت کے اختتام پر لکھتے ہیں: آخر المتعلق باخبار نبینا محمد ﷺ۔(52)

مذکورہ بالا صفحات میں کتب طبقات میں تدوین سیرت پر بحث کی گئی ہے۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کتب طبقات جیسے طبقات ابن سعد میں تدوین سیرت کا اس قدر اہتمام کیا گیا کہ اس سے پہلے کسی سیرت کی کتاب میں بھی وہ اہتمام دیکھنے میں نہیں ملتا۔یہی وجہ ہے کہ اہل علم کے نزدیک کتب طبقات کو بھی مصادر سیرت کا مقام حاصل ہے بلکہ طبقات ابن سعد کو تو اولین مصادر سیرت میں شمار کیا جاتا ہے۔تاہم کتب طبقات خصوصاً ابن سعد کی مرویات سیرت میں رطب ویابس،صحیح وضعیف،مستند اور غیر مستند کو یکجا کر دیا گیا ہے۔لہذا اس کی تحقیق کی ضرورت ہے۔وباللہ التوفیق والسداد

حوالاجات

(1) ابن فارس،ابوالحسین احمد بن فارس بن زکریا الرازی،مقاییس اللغۃ، دارالفکر، دمشق، 1979ء،ج:3،ص:439،مادہ:طبق

(2) ابن منظور،جمال الدین ابوالفضل محمد بن مکرم الافریقی،لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ، ج:10،ص:211،مادہ:طبق

(3) ابن الصلاح،ابو عمرو عثمان بن عبدالرحمٰن الشہر زوری،مقدمہ ابن الصلاح،دارالکتب العلمیہ، بیروت، 2002ء،ص:500

(4) ابن حجر،ابوالفضل احمد بن علی العسقلانی،نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر،مطبعۃ سفیر،الریاض، 1422ھ، ص:169

(5) السخاوی،شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن،شرح التقریب والتیسیر لمعرفۃ سنن البشیر النذیر،الدارالاثریہ، عمان،الاردن، 2008ء،ص:648

(6) السیوطی،جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر،تدریب الراوی،دار طیبہ،الریاض،ج:2،ص:909

(7) الکتانی،ابوعبداللہ محمد بن جعفر،الرسالۃ المستطرفۃ،دارالبشائر الاسلامیہ، بیروت، 2000ء،ص:138

(8) ابن سعد کے بارے میں مزید تفصیل کے لیے دیکھیے تہذیب الکمال،ج:25،ص:255،سیر اعلام النبلاء،ج:10،ص:664،وتذکرۃ الحفاظ،ج:2،ص:11،تہذیب التہذیب،ج:9،ص:182

(9) خطیب بغدادی،ابوبکر احمد بن علی بن ثابت،تاریخ بغداد،دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1417ھ،

ج:2،ص:369

(10) خطیب بغدادی، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت، تاریخ بغداد، ج:2،ص:369

(11) ابن خلکان، ابوالعباس احمد بن محمد البرمکی الاربلی، وفیات الاعیان، دار صادر، بیروت، 1971ء، ج:4،ص:351

(12) ابن حجر، ابوالفضل احمد بن علی العسقلانی، تقریب التہذیب، دارالرشید، سوریا، 1986ء، ص:480

(13) السخاوی، شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن، فتح المغیث، مکتبۃ السنۃ، مصر، 2003ء، ج:4،ص:392

(14) ابن تغری، جمال الدین ابوالمحاسن یوسف بن تغری بردی، النجوم الزاھرۃ، دارالکتب، مصر، ج:2،ص:258

(15) ابن تغری، جمال الدین ابوالمحاسن یوسف بن تغری بردی، النجوم الزاھرۃ، النجوم الزاھرۃ، ج:2، ص:258

(16) خطیب بغدادی، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت، تاریخ بغداد، ج:2،ص:370

(17) ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع البصری البغدادی، الطبقات الکبری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1990ء، ج:1،ص:17

(18) ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع البصری البغدادی، الطبقات الکبری، ج:1،ص:81

(19) ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع البصری البغدادی، الطبقات الکبری، ج:2،ص:5

(20) ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع البصری البغدادی، الطبقات الکبری، ج:1،ص:94

(21) ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع البصری البغدادی، الطبقات الکبری، ج:3،ص:278

(22) ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع البصری البغدادی، الطبقات الکبری، ج:2،ص:253

(23) ابن الندیم، ابوالفرج محمد بن اسحاق الوراق البغدادی، الفہرست، دارالمعرفۃ، بیروت، 1997ء، ص:128

(24) ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع البصری البغدادی، الطبقات الکبری، ج:2،ص:3

(25) ابن عساکر، تاریخ دمشق، ج:46،ص:108، ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج:4،ص:351

(26) ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع البصری البغدادی، الطبقات الصغیر، دارالغرب الاسلامی، تیونس، 2009ء، ص:40-45

(27) المزی، تہذیب الکمال: ج:8،ص:314، الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ج:11،ص:472

(28) خلیفہ بن خیاط، الطبقات، دارالفکر، دمشق، 1993ء، ص:25-27

(29) الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز، سیر اعلام النبلاء، موسسۃ الرسالہ، بیروت، 1985ء، ج:16،ص:92

(30) السخاوی، شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن، الاعلان بالتوبیخ، موسسۃ الرسالہ، بیروت، 1986ء، ص:204

(31) ابن حبان، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی، الثقات، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، انڈیا، ج:1،ص:11

(32) ابن حبان، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی، الثقات، ج:1،ص:10

(33) ابن حبان، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی، الثقات، ج:1،ص:14

(34) ابن حبان، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی، الثقات، ج:1،ص:22-26

(35) القرآن، العلق:1

(36) القرآن، المدثر:1-2

(37) ابن حبان، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی، الثقات، ج:1،ص:51-52

(38) ابن حبان، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی، الثقات، ج:1،ص:93

(39) ابن حبان، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی، الثقات، ج:1،ص:249

(40) ابن حبان، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی، دارالوفاء، المنصورہ، مصر، 1991ء، مشاہیر علماء الامصار، ص:21

(41) ابن حبان، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی، مشاہیر علماء الامصار، ص:21

(42) ابن حبان، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی، مشاہیر علماء الامصار، ص:21

(43) البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، باب ھجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی المدینۃ، حدیث:3902

(44) ابن حبان، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی، مشاہیر علماء الامصار، ص:21

(45) البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، باب ھجرۃ النبی ﷺ واصحابہ الی

المدینۃ، حدیث: 3902

(46) ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی، مشاہیر علماء الامصار، ص: 21

(47) الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز، سیر اعلام النبلاء، ج: 21، ص: 365

(48) ابن الجوزی، جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی، صفۃ الصفوۃ، دار الحدیث قاہرہ، 2000ء، ج: 1، ص: 9

(49) ابن الجوزی، جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی، صفۃ الصفوۃ، ج: 1، ص: 12

(50) ابن الجوزی، جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی، صفۃ الصفوۃ، ج: 1، ص: 13

(51) ابن الجوزی، جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی، صفۃ الصفوۃ، ج: 1، ص: 13

(52) ابن الجوزی، جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی، صفۃ الصفوۃ، ج: 1، ص: 88

☆☆☆☆☆☆